نگرانی و بیدار مغزی کے ساتھ جھوٹ سے اپنے معاشرے کو پاک کرنا آپ پر لازم ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 رمئی 1996ء بمقام ''بادکروئس ناخ'' Badkreuz Nach، جرمنی)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۳﴾
(الفرقان:73)

پھر فرمایا:

آج مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے اور آج کے خطبہ ہی میں مجھے خدام سے بھی افتتاحی خطاب کرنا ہے۔اس سلسلے میں میں نے آج کے خطبہ کا موضوع یہ آیت چنی ہے جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی صفات بیان فرماتے ہوئے جو رحمان خدا کے بندے ہیں فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے یا جھوٹ کی زیارت نہیں کرتے۔ يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ کے دونوں معانی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں رمضان کے مہینہ کے متعلق فرمایا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ جس نے اس رمضان کے مہینہ کا منہ دیکھا وہ یہ کرے۔تو لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ کا جو عام معروف ترجمہ ہے وہ تو یہ ہے کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔مگر اس آیت میں خصوصیت کے ساتھ جو مضمون بیان ہے اس میں یہ ترجمہ کرنا بدرجہ اولیٰ ہوگا کہ وہ جھوٹ کا منہ تک نہیں دیکھتے۔ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا اور جب وہ لغوبات سے گزرتے ہیں تو عزت اور وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔تو چونکہ لغوبات بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے اس لئے

جھوٹ کو دیکھتے تک نہیں کا مضمون اس آیت کے سیاق وسباق میں بالکل صحیح بیٹھتا ہے۔

آج خصوصیت کے ساتھ مشرقی قومیں جھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں اور اگر چہ مغرب میں بھی یہ بیماری داخل ہورہی ہے مگر عملاً دونوں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ ہمارے ملک پاکستان میں بھی اور ہمسایہ ملک ہندوستان میں بھی، بنگلہ دیش میں بھی اور افریقہ کے اکثر ممالک میں بھی جھوٹ اب ایک روز مرّہ کی عادت بن چکا ہے اور دنیا میں سب سے بڑی تباہی مچانے والی کمزوری جھوٹ ہے جو ایک عام کمزوری بن کے شروع ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بڑے گناہوں میں سب سے بڑا گناہ بن جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جھوٹ سے باز رکھنے کے لئے جو نصائح فرمائی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

> ”کیا میں تمہیں گناہوں میں سے بڑے گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ یعنی ایسے گناہ جو بہت بڑے ہیں ان میں وہ جو بہت ہی بڑے بڑے ہیں ان کے متعلق میں تمہیں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا، ضرور بتائیں یارسول اللہ ﷺ۔ تو آپؐ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ یہ دونوں باتیں بیان فرمانے کے بعد آپؐ تکیے کا سہارا لئے ہوئے تھے جوش میں آکر بیٹھ گئے اور بڑے زور سے فرمایا **الاوقول الزور ،الاوقول الزور ،الاوقول الزور ،الاوقول الزور** سنو خبردار! جھوٹ نہ بولنا، جھوٹ نہ بولنا، جھوٹ نہ بولنا، جھوٹ نہ بولنا۔ آپؐ نے اس بات کو اتنی دفعہ دہرایا کہ ہم نے چاہا کہ کاش حضورؐ خاموش ہو جائیں۔“ (بخاری کتاب الادب ،باب عقوق الوالدینمن الکبائر)

اگر چہ جھوٹ کا ذکر تیسرے نمبر پر آیا مگر سب سے زیادہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جھوٹ پر آکر جوش کا اظہار فرمایا اور بے اختیار بار بار یہ نصیحت فرماتے رہے کہ خبردار! جھوٹ کے قریب تک نہ جانا۔ وجہ یہ ہے کہ جھوٹ سب گناہوں کی جڑ ہے۔ شرک بھی جھوٹ ہی کا نام ہے اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا بھی ایک جھوٹ ہے۔ درحقیقت جھوٹ کا جتنا بھی آپ تجزیہ کریں آپ اسی حد تک یہ معلوم کریں گے کہ ہر بدی کی جڑ جھوٹ کی سرزمین ہے۔ جھوٹ کی زمین سے ہی تمام بدیاں

پھوٹتی ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جھوٹ کا ذکر فرماتے ہوئے بار بار یہ تاکید فرمائی کہ خبردار جھوٹ سے پرہیز کرو، جھوٹ سے پرہیز کرو، جھوٹ سے پرہیز کرو۔ جھوٹ کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ہر بیماری کی جڑ ہے اور شرک بھی جھوٹ ہی سے پیدا ہوتا ہے اور جھوٹ ہی درحقیقت سب سے بڑا شرک ہے کیونکہ آپ اپنی روزمرّہ کی زندگیوں کا گہری نظر سے مشاہدہ کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر جھوٹ جو بولا جاتا ہے وہ کسی جھوٹے معبود کی خاطر بولا جاتا ہے اور فی ذاتہٖ انسان کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہمیشہ سچ بولنا فطرت کے مطابق ہے اور ایک انسان سچی بات کرنا ہی پسند کرتا ہے مگر اس کے باوجود جتنا روزمرّہ کی زندگی میں جھوٹ داخل ہوا تنے ہی جھوٹے خدا انسان کی زندگی میں داخل ہو چکے ہوتے ہیں اور جھوٹ ہمیشہ ایک فرضی معبود کی عبادت کی خاطر بولا جاتا ہے مثلاً آپ کو روزمرّہ کی باتیں کرتے ہوئے کوئی ایسی بات بیان کرنا ہو جس سے آپ اپنے کسی جرم پر پردہ ڈالنا چاہیں، وہ خواہ شہادت کے دوران ہو یا بغیر شہادت کے ہو، تو اس وقت آپ جھوٹ کا سہارا لے کر حقیقت سے دنیا کی نظر پھیر دیتے ہیں یعنی جب اپنی نظر حقیقت سے پھیرتے ہیں تو دنیا کو بھی دھوکہ دیتے ہیں اور ایک مقصد حاصل کرتے ہیں اور اللہ کی عبادت اس سے تمام خوبیاں، تمام نیکیاں، تمام اچھی باتیں حاصل کرنے کی خاطر کی جاتی ہیں وہ لوگ جن کی زندگیوں سے خدا نکل چکا ہو وہ یہی کام جھوٹ سے لیتے ہیں اور ہر مقصد کو جھوٹ کے ذریعہ سے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جھوٹ کا کاروبار اتنا چل پڑتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ سیاست جھوٹی ہو جاتی ہے، تجارت جھوٹی ہو جاتی ہے، میاں بیوی کے تعلقات جھوٹے ہو جاتے ہیں، ماں باپ اور بچوں کے تعلقات جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ دوستوں کے تعلقات جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ زندگی محض ایک دکھاوا بن کے رہ جاتی ہے اور اس ساری زندگی میں انسان جھوٹ کی عبادت کرتے کرتے دم توڑ دیتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ میں ایک مشرک کے طور پر اپنے خدا کے حضور حاضر ہونے والا ہوں۔

وہ جھوٹ جو فائدہ نہ دے وہ بولا ہی نہیں جاتا۔ یہ بنیادی حقیقت ہے جسے آپ یاد رکھیں اور روزانہ جتنی مرتبہ آپ کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو اتنی مرتبہ ہی آپ شرک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پس ہر انسان کی توحید کا معیار اس کے جھوٹ اور سچ سے پہچانا جائے گا۔ ہاں اس میں ایک استثناء بھی ہے

اور یہ کہ بعض لوگوں کو جب جھوٹ کی عادت پڑ جاتی ہے تو پھر وہ عادت ان کو روزمرّہ ایسے جھوٹ بولنے پر بھی مجبور کرتی ہیں جس کا کوئی واضح مقصد پیش نظر نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ اسے یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی بامقصد جھوٹ کی عبادت کی گئی ہے۔ جیسے نیک لوگ بھی جب نمازوں کے عادی ہوجاتے ہیں تو بعض دفعہ یہ پتا ہی نہیں ہوتا کہ ہم کیا کررہے ہیں اور کیا سوچ رہے ہیں۔ بے خیالی میں بھی نماز تو پڑھتے ہیں کہ وہ عادت ہے لیکن بسا اوقات بالا رادہ نماز پڑھی جاتی ہے اور جو بالا رادہ نماز ہو وہ سچی عبادت ہے۔ جو عادت کی نماز ہو وہ فرض تو پورا کردیتی ہے مگر حقیقت میں عبادت کی روح نہیں رکھتی۔ پس منفی طور پر جھوٹ کی بھی یہی کیفیت ہے۔ کبھی تو یہ مخلصانہ غیر اللہ کی عبادت بن جاتا ہے۔ کبھی یہ روزمرّہ کی عام عبادت بن جاتا ہے جس میں وہ عبادت کا مفہوم کم رہ جاتا ہے اور عادت کا مفہوم زیادہ ہوجاتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم نے اسی مضمون سے متعلق فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں تمہاری قسموں سے متعلق پکڑے گا مگر لغو قسموں کو نظر انداز فرمادے گا۔ جو لغو قسمیں ہیں یعنی جھوٹی، بے ہودہ قسمیں ان پر خدا تمہاری پکڑ نہیں کرے گا۔ یہ بھی اس کا احسان ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ قسمیں عادتاً کھائی گئی ہیں یعنی جو جھوٹ بولا جارہا ہے یہ عادتاً بولا جارہا ہے، اس میں حقیقت کچھ نہیں لیکن آنحضرت ﷺ نے عادتاً جھوٹ بولنے کو بھی ایک نہایت ہی خطرناک بات قرار دیا ہے کیونکہ آپؐ فرماتے ہیں کہ رفتہ رفتہ جھوٹ بولنے سے ہی عادت بنتی ہے اور جب عادت بنتی ہے تو ایسے انسان کو یہ عادت لازماً جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں:

> ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے تمہیں سچ بولنا چاہئے کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ انسان سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے۔ (یعنی یاد رکھیں ”سچ بولتا ہے“ کے ساتھ آپؐ نے فرمایا کہ سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے اور کوشش کرنے کے بعد فرمایا یہاں تک کہ وہ خدا کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے پس اس میں ہمارے لئے ایک بہت ہی بڑی خوش خبری ہے کہ اگر ہم فوری طور پر اپنے آپ کو جھوٹ سے کلیۃً پاک نہ بھی کرسکیں۔ اگر خدا کی خاطر دل

میں ارادہ باندھیں اور مسلسل توجہ کے ساتھ محنت کرتے چلے جائیں اور جھوٹ سے چھٹکارے کی کوشش اور سچ بولنے کی عادت کو اپنانے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔اس حالت میں آنحضرتﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا وقت آتا ہے کہ وہ خدا کے حضور صدیق لکھا جاتا ہے۔یعنی جب سچا ہو جاتا ہے اور یہ محنت ضائع نہیں جاتی اس کے برعکس فرمایا) اور تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہئے کیونکہ جھوٹ فسق وفجور کا باعث بن جاتا ہے اور فسق وفجور آگ کی طرف لے جاتے ہیں ۔ایک شخص جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کا عادی ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔

(بخاری کتاب الادب ،باب قول الله تعالی اتقو االله و کونوامع الصادقین)

پس اگر چہ جھوٹ کا عادی انسان بعض دفعہ بے خیالی میں بھی جھوٹ بولتا ہے مگر آنحضرتﷺ فرماتے ہیں کہ یہ عادت ایک لمبے عرصے کی بدیوں کی وجہ سے پختہ ہوئی ہے۔اس کا مزاج بن گیا ہے اور ایسے شخص کو خدا تعالیٰ کذّاب لکھ دیتا ہے یعنی انتہائی جھوٹ بولنے والا اور کذّاب کے لئے جہنم مقدر ہے وہ جنت کا منہ نہیں دیکھے گا۔

پس لَا يَشْهَدُونَ الزُّوْرَ میں جو شہادت بیان فرمائی گئی ہے وہ در حقیقت اسی غرض سے ہے کہ اگر آپ جھوٹ کا منہ نہیں دیکھیں گے تو آپ جہنم کا منہ بھی نہیں دیکھیں گے ۔اگر آپ جھوٹ کا منہ دیکھیں گے تو جنت کا منہ نہیں دیکھیں گے۔ یہ دو چیزیں اکٹھی نہیں چل سکتیں ۔اس کے باوجود ہم جھوٹ سے بہت بے پرواہ ہیں اور بسا اوقات ایک کام کرنے سے پہلے ہی جھوٹ کا ارادہ باندھ کر گھر سے چلتے ہیں ۔کوئی تجارت ہو یا کوئی معاہدہ کرنا ہو یا کسی ملک میں داخل ہونا ہو، پاسپورٹ کا ناجائز استعمال کرنا ہو یا کوئی اور غرض پیش نظر ہو بسا اوقات انسان دل میں یہ ارادہ باندھ کر گھر سے نکلتا ہے کہ میں جھوٹ بولوں گا اور مطمئن ہو جاتا ہے کہ اب میرے کام بن جائیں گے کیونکہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جھوٹ سے فائدہ اٹھاؤں گا ۔ یہ جو اطمینان قلب ہے جو جھوٹ کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے یہ شرک ہے اور یہ پکی علامت ہے کہ یہ انسان مشرک ہے، بت پرست ہے، اگر چہ اپنا نام اس نے موحد رکھا ہے۔عبادت کرتا ہے خدا کی بظاہر، سجدے کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے

حضور لیکن اس کی ساری فطرت، ساری روح جھوٹ کے حضور جھکی رہتی ہے اور اسی کو سجدے کرتی ہے۔

پس یاد رکھو کہ جھوٹ کوئی معمولی بیماری نہیں۔ یہ ایسی بیماری ہے جو ہر شرک کی جڑ اپنے اندر رکھتی ہے۔ ہر ناشکری کی جڑ اپنے اندر رکھتی ہے۔ پس توحید کے منافی ایک ایسا گناہ ہے جو توحید کے ہر پہلو سے اس کی حقیقت کو چاٹ جاتا ہے، کچھ بھی باقی نہیں رکھتا اور احسان مندی، احسان کے خیال یا شکرگزاری کے جذبات کو بھی کلیتہً چٹ کر جاتا ہے۔ جھوٹے لوگ نہ اپنے ماں باپ کے ہوتے ہیں، نہ خدا کے ہوتے ہیں اور ماں باپ کا ذکر خدا کے بعد اس تعلق میں بیان فرمایا گیا ہے، اس نسبت سے بیان فرمایا گیا ہے کہ سب سے بڑا رشتہ تخلیق کا رشتہ ہے۔ خدا چونکہ خالق ہے اس لئے سب سے زیادہ اس کا حق ہے اور خدا کے بعد چونکہ ماں باپ تخلیق کے عمل میں بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ حصہ لیتے ہیں، تمام رشتوں میں سب سے زیادہ تخلیقی عمل میں حصہ لینے والے ماں باپ ہوتے ہیں اس لئے خدا کے بعد اگر کسی کا حق ہے تو ماں باپ کا ہے اور جھوٹ ان دونوں حقوق کو تلف کر دیتا ہے۔ دوستیوں کے حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں۔ میاں بیوی کے حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں۔ قومی حقوق کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ وہ نسبتاً ادنیٰ ہیں اور حکومت کی اطاعت، فرمانبرداری اور انصاف کے ساتھ اس سے معاملہ کرنے کو بھی تلف کر دیتا ہے کیونکہ یہ بھی لوگوں کے نزدیک ایک بہت ہی معمولی بات ہے۔ پس یہ دیکھیں کہ جھوٹ آپ کی مجالس میں پلتا کیسے ہے؟ آپ کے گھروں میں کس طرح بار بار استعمال ہوتا ہے اور کیوں آپ کی طبیعت پر اس کا برا اثر نہیں پڑتا؟ جب تک یہ احساس بیدار نہیں کریں گے آپ جھوٹ کی بیماری سے شفایاب نہیں ہو سکتے۔

آپ ایک ایسی قوم میں آئے ہیں، ایک ایسے ملک میں آپ نے پناہ ڈھونڈی ہے جو اس پہلو سے بالعموم آپ سے بہتر نمونے دکھانے والا ملک ہے بلکہ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے اور اس میں رعایت مقصود نہیں بلکہ حقیقت حال میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ تمام یورپ میں میرے نزدیک جرمن قوم سب سے زیادہ سچ بولنے والی ہے۔ اللہ کرے یہ ان کی نیکی اور سچائی ان کو بالآخر توحید کی طرف لے جائے۔ خدا کرے یہ نیکی قائم رہے اور جیسا کہ آج دنیا میں سچ زائل ہو رہا ہے اس قوم میں یہ بیماری داخل نہ ہو جو عموماً ترقی یافتہ ملکوں میں بھی داخل ہو چکی ہے اور یہ قوم اپنے سچ کی حفاظت کر سکے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ ہر پہلو پر غور کرنے کے بعد گہری نظر سے جائزہ لینے کے بعد

میں نے یہ حقیقت معلوم کی ہے، دریافت کی ہے یہ بات، کہ تمام یورپین یا مغربی قوموں میں سب سے زیادہ فطرتاً سچی قوم جرمن قوم ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض دفعہ لوگ ان کو اکھڑ سمجھتے ہیں۔ بعض دفعہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سخت مزاج ہیں حالانکہ ان کے اندر سچائی کی وجہ سے ایک ڈسپلن پیدا ہو گیا ہے اور اسی بناء پر بعض معاملات میں یہ سختی سے عمل کرتے ہیں۔ مگر حقیقت میں اس کی وجہ طبیعت کا اکھڑ پن نہیں ہے کیونکہ اس کے برعکس میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ یہ قوم سچ کی قدردان بھی ہے اور جہاں یہ سچے لوگ دیکھتے ہیں وہاں ان سے طبعاً ان کے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی سچی قومیں ہی ہیں جو سچوں سے محبت کرتی ہیں یا کرسکتی ہیں۔

پس آپ کے لئے یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے کہ آپ ایک ایسے ملک میں آئے ہیں جہاں کم سے کم آپ کے سچ پر کوئی ابتلاء نہیں آیا اور آپ سچ بولنا چاہیں تو ان کے مزاج کے موافق رہیں گے ان کے مزاج کے برعکس بات نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود اگر آپ اپنی پرانی گندی عادتوں کو ساتھ لے کر یہاں داخل ہوں اور ان سے جھوٹ کا معاملہ کریں تو بہت ہی بڑا گناہ ہے، بہت ہی بڑی ناشکری بھی ہے۔ پس جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے مضمون کے ساتھ ناشکری کے مضمون کو باندھا ہے یاد رکھیں یہاں بھی آپ کا یہی معاملہ ہے۔ اگر آپ جھوٹ بولیں گے اس ملک میں رہ کر تو اس قوم کی مہمان نوازی، اس کے اعلیٰ اخلاق کی بھی ناقدری اور ناشکری کرنے والے ہوں گے۔ وہ فوائد جو یہ آپ کو ویسے دیتے ہیں اگر آپ جھوٹ کے ذریعے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو محض یہی نہیں کہ آپ ان کے ناشکر گزار ہوں گے، آپ خدا کے ناشکر گزار ہوں گے اور آپ کا کوئی نیک اثر اس قوم پر پھر قائم نہیں ہوسکتا۔ نہ آپ کا، نہ آپ کے دین کا، نہ آپ کی قوم کا۔ پس آپ جھوٹ کے ایمبیسیڈر بن کر، جھوٹ کے سفیر بن کر اگر غیر قوموں میں یا دوسری قوموں میں زندگی بسر کرتے ہیں تو حقیقت میں شیطان کے سفیر بن کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اللہ کے سفیر تو سچ کے علمبردار ہوتے ہیں، سچ کے نقیب بنا کرتے ہیں اور آپ کو خدا تعالیٰ اگر سچائی کا موقع عطا فرمائے تو بہت تیزی کے ساتھ آپ اس قوم کے دلوں کو فتح کر سکتے ہیں۔

پس اگر آپ نے اپنی میزبان قوم کے دلوں کو فتح کرنا ہے تو اس کی چابی بھی سچائی میں ہے۔ سچ بولیں، سچا کردار بنائیں، سچ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں۔ آپ کے چہروں سے سچائی ظاہر

ہو۔آپ کے اطوار سچے ہوں ۔آپ کی طرز گفتگو سچی ہواور جھوٹ کا تصور تک آپ کے قریب نہ آئے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کے متعلق پھر کہا جا سکتا ہے کہ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ احمدی وہ لوگ ہیں جو جھوٹ کا منہ تک نہیں دیکھتے ۔اگر آپ یہ کریں تو آپ زندہ رہیں گے ۔آپ کی بقاء کی قطعی ضمانت دی جاسکتی ہے کیونکہ جو سچا ہو خدائے واحد و یگانہ اس کی حفاظت فرماتا ہے اور خدا اس کی پشت پناہی فرماتا ہے۔ ہر خطرے سے اس کو بچاتا ہے کیونکہ اس نے جھوٹ کا سہارا موجود ہونے کے باوجود جھوٹ کا سہارا نہیں لیا۔ پس یہ بندہ رحمان خدا کا بندہ بن جاتا ہے اور وہ اس کی حفاظت کرنا خود اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس میں ادنیٰ بھی شک نہیں ۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے اکثر دنیا منہ پھیرے بیٹھی ہے ۔پس آپ نے ایک بہت ہی بڑی ذمہ داری اس قوم میں ادا کرنی ہے اور وہ اسلام اور احمدیت کا نقیب بننا ہے اور یہ ایک ایسی ہم آہنگی ہے جس کے نتیجے میں آپ دونوں کے درمیان گفت و شنید میں کچھ فاصلے دکھائی نہیں دیں گے۔ سچے سچوں سے ملتے ہیں تو ان کے اندر ایک فطری اور طبعی لگاؤ ہوتا ہے جو ان کو ایک دوسرے کے قریب کر دیتا ہے۔

اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ اکثر داعی الی اللہ وہی کامیاب ہیں جن کے اندر سچائی پائی جاتی ہے کیونکہ وہ سچی بات کرتے ہیں خواہ تھوڑی کریں۔ سچی بات کرتے ہیں خواہ زیادہ دلائل نہ بھی جانتے ہوں ۔ان کی بات میں وزن پیدا ہو جاتا ہے اور وزن سچائی کا نام ہے چالاکیوں کا نام نہیں ۔ایک چھوٹی سی بات بھی جو سچی ہو بعض دفعہ غیر معمولی وزن اختیار کر لیتی ہے۔اس کے مقابل پر ہزار دلائل بھی کام نہیں کرتے اور بے حقیقت ہو جاتے ہیں۔ یہاں جو خاص کامیاب داعی الی اللہ ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کو جرمن زبان بھی بہت تھوڑی آتی ہے ۔ایسے ہی ایک داعی الی اللہ سے ملاقات کے دوران میں نے پوچھا کہ بتائیں آپ کیا کرتے ہیں ۔تو انہوں نے بڑی سادگی سے کہا کہ دو ہی باتیں ہیں جو میں جانتا ہوں ۔ایک یہ کہ مجھے کوئی علم نہیں زبان بھی نہیں آتی اور اس کا ایک ہی توڑ ہے کہ میں لوگوں کو دعوت دے کر اپنے گھر مہمان بلا لیتا ہوں اور جس حد تک بھی جو کچھ مجھے کہنا آتا ہے سادہ لفظوں میں ان کو کہتا ہوں اور اس مہمان نوازی کے نتیجے میں وہ چند منٹ جو میرے پاس بیٹھتے ہیں میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ میرے بہت قریب آرہے ہیں اور وہ مجلس ختم نہیں ہوتی مگر ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آچکے ہوتے ہیں۔تب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ اگر آپ پسند کریں تو میں

آپ کو کچھ لٹریچر دوں ۔ تو اکثر وہ کہتے ہیں ہاں ہمیں ضرور دیں اور جب میں لٹریچر دیتا ہوں تو وہ بسا اوقات مثبت نتائج ظاہر کرتے ہیں اور صرف اتنی سی میری تبلیغ ہے جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے ایک سال میں تیس احمدی مل چکے ہیں جو بہت مخلص اور فدائی ہیں اور پوری طرح جماعت کے نظام کا حصہ بن چکے ہیں۔

دوسری بات مجھے انہوں نے یہ بتائی کہ دوسرا راز یہ ہے کہ میری بیوی بہت مہمان نواز ہے۔ وہ کہتے ہیں بیوی مہمان نواز نہ ہوتی تو مجھے جرات ہی نہ ہوتی کہ اس طرح وقت بے وقت گھروں میں مہمان لے آتا۔ کوئی پہلے سے طے شدہ پروگرام تو ہوتا نہیں۔ رستہ چلتے کسی سے باتیں شروع ہوئیں، تھوڑی سی ہم آہنگی دیکھی اور اس سے پوچھا کہ کیوں جی آپ پسند فرمائیں گے کہ تھوڑا سا پاکستانی کھانا چکھ لیں۔ اکثر تعجب کی وجہ سے یا انوکھی بات سمجھ کر وہ کہتے ہیں ہاں ٹھیک ہے۔ کہتے ہیں میں اس یقین کے ساتھ گھر میں آتا ہوں کہ کوئی بھی وقت ہو، کسی قسم کی بھی مشکل ہو میری بیوی ضرور میرا ساتھ دے گی اور ہمیشہ دیتی ہے۔ ہنستے ہوئے مسکراتے ہوئے وہ اس طرح ان کو Welcome کرتی ہے کہ اپنے مہمانوں کو، جو ذاتی مہمان ہوں ان کو بھی شاید اس طرح شوق سے کوئی Welcome نہ کر سکے کیونکہ اس کی زبان پر سبحان اللہ ہوتا ہے۔ کہتی ہے اللہ کے مہمان آئے ہیں اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ غیر معمولی جوش اور ولولے کے ساتھ وہ مہمان نوازیاں کرتی ہے اور کبھی بھی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا۔ اس نے کہا یہ دو باتیں ہیں جن کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ فضل فرمایا اور میرے جاہل اور لاعلم ہونے کے باوجود مجھے، میری دعوت الی اللہ کو پھل لگائے اور ہمیشہ لگاتا ہے۔

اس شخص کی طرز گفتگو سے میں نے یہ اندازہ لگایا اور بالکل واضح تھا یہ کہ اصل میں اس کی سچائی کا اثر ہے۔ بات کرنے کا طریقہ بالکل سادہ مگر بالکل سچا اور وہ ایسی بات تھی جو میرے دل پر اثر کر رہی تھی کیسے ممکن تھا کہ یہ بات دوسرے دلوں پر اثر انداز نہ ہو۔ پس یاد رکھیں اگر آپ نے کامیاب داعی الی اللہ بننا ہے تب بھی آپ کو سچ کی طرف آنا پڑے گا اور سچائی کی راہ میں بہت روکیں حائل ہیں۔ جو قومیں بچپن سے اپنے گھروں میں جھوٹ بولتی پل کے جوان ہوئی ہوں، جس کے جھوٹ بولنے کی عادت جس کے ہاں اعزاز سمجھی جاتی ہے۔ جتنا بڑا جھوٹا اور لپاٹی ہوا تنا ہی مجلسوں کا وہ ہیرو بنتا ہو، ایسے

بیمار کا اس بیماری سے نجات پانا ایسا ہی ہے جیسے کسی گہرے کینسر کے مریض کا کینسر کی بیماری سے شفاء پا جانا اور جھوٹ واقعتہً ایک کینسر بن جایا کرتا ہے۔ وہ رگ و ریشہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ایک طرف سے اکھیڑیں تو دوسری طرف کسی اور جگہ اپنی جڑیں گاڑ دیتا ہے۔ پس یاد رکھیں کہ بڑی نگرانی اور بیدار مغزی کے ساتھ جھوٹ سے اپنے معاشرے کو پاک کرنا آپ پر لازم ہے اور اگر آپ یہ مہم شروع کریں گے تب آپ کو معلوم ہوگا کہ کتنا مشکل کام ہے۔ کہنے میں آسان ہے مگر کرنے میں بے انتہا مشکل کیونکہ آپ صبح اٹھ کر جب اپنا پروگرام شروع کرتے ہیں تو ہر قدم پر آپ کے سامنے سچ اور جھوٹ کی دوراہیں کھلتی چلی جاتی ہیں اور ہر قدم پر بسا اوقات آپ سچ کی عبادت کی بجائے جھوٹ کی عبادت پر اپنے آپ کو آمادہ پاتے ہیں اور جب عادت بن جائے تو پتا بھی نہیں چلتا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔

بعض دفعہ جھوٹ بولنے والے سے آپ کہیں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو اللہ کی قسمیں کھا کے کہے گا کہ میں جھوٹ نہیں بولتا اور اتنا جوش ہوتا ہے اس کی قسموں میں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ایک ایسا شخص جس کو میں جانتا تھا کہ سخت جھوٹا ہے اس نے عدالت میں نظام جماعت کے سامنے قضا میں جھوٹی گواہی دی اور اس پر اسے بڑا جوش آیا کہ میرے خلاف فیصلہ ہو گیا ہے۔ اس نے مجھے خط لکھا کہ آپ تو مجھے جانتے ہیں کہ میں کتنا سچا ہوں۔ اس لئے میری اپیل ہے آپ کی عدالت میں کہ قضا نے جو مجھے جھوٹا قرار دیا ہے اس کو صاف کریں اور میں جانتا تھا کہ وہ جھوٹا ہے لیکن اتنے یقین سے اس نے مجھے لکھا کہ میں حیران رہ گیا۔ اس کی عادت میں اتنا جھوٹ تھا کہ ہر بات میں جھوٹ تھا اور یہی وہ جھوٹ ہے جب عادت بن جائے تو انسان کو چاروں طرف سے لپیٹ لیا کرتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ پھر ایسا شخص خدا کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔ اپنے بچوں میں دیکھیں، اپنے عزیزوں میں دیکھیں، اپنی بیویوں میں دیکھیں، بیویاں اپنے خاوندوں میں دیکھیں کہ روزمرّہ کتنی بار آپ لوگ بے تکلفی سے جھوٹ بولتے ہیں اور اگر یہ عادت اسی طرح جاری رہی تو آپ کے دین کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا اور خدا کے ساتھ آپ کا تعلق قائم ہو ہی نہیں سکتا۔

یاد رکھیں اللہ سے سچا تعلق صادق کا ہی قائم ہوا کرتا ہے۔ کاذب کا نہیں ہوا کرتا۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی کاذب اپنا نام صادق رکھ لے۔ کوئی کاذبہ اپنا نام صادقہ رکھ لے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ خدا کی نظر میں سب کچھ ہے اور خدا کا تعلق سچے سے ہوتا ہے جھوٹے سے نہیں ہوتا۔ اگر دنیا کی

زندگی میں بھی آپ کا یہی تجربہ ہے کہ سچوں سے آپ کا تعلق بڑھتا ہے خواہ جھوٹے بھی ہوں تو خدا جو جھوٹا نہیں ہے، خدا جو سچ کا سرچشمہ ہے وہ کیسے جھوٹوں سے تعلق قائم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سب گناہوں سے بڑھ کر ظلم اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے اور ظلم اور جھوٹ یعنی شرک اور جھوٹ دراصل ایک چیز کے دو نام ہیں۔ پس اپنے حالات پر غور کریں، جائزہ لیں۔ میں نے جو کہا کہ آپ اگر جھوٹے بھی ہوں تو سچے کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے یہ بالکل درست بات ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ پاکستان کی عدالتوں میں جج خواہ کیسا بھی تھا اس کے سامنے جب ایک آدمی نے وقار کے ساتھ سچائی بیان کی تو وہ اس سے متاثر ہوا اور اس نے صاف لکھ دیا کہ یہ شخص جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔ میں اس کی قدر کرتا ہوں اور اس کے حق میں فیصلہ کیا۔

تو انسان کی فطرت میں گہری بات، گہرا تعلق دراصل سچائی ہی سے ہے کیونکہ انسان سچائی کی طرف سے آیا ہے۔ اللہ کی تخلیق ہے اور اللہ کی صفات کی چھاپ اس کی ہر تخلیق پر ہوتی ہے۔ پس آپ نے اگر جھوٹ کا سفر اختیار کیا ہے، جھوٹ کو اپنی زندگی کی عادت بنایا ہے تو فطرت کے خلاف قدم اٹھایا ہے۔ ایک بچہ عام حالات میں کبھی جھوٹ نہیں بولے گا۔ جب بھی جھوٹ شروع کرے گا کسی سزا کے ڈر سے شروع کرے گا۔ جب بھی جھوٹ شروع کرے گا کسی لالچ سے متاثر ہو کر کرے گا۔ مگر عام طور پر جس گھر میں جھوٹ نہ بولا جائے وہاں بچے لالچ کے باوجود بھی جھوٹ نہیں بولتے اور خوف کے باوجود بھی جھوٹ نہیں بولتے اور سچے گھروں کا یہ طرہ امتیاز ہوتا ہے کہ ان کے بچے بالکل صاف اور سچی بات کرنے والے ہوتے ہیں۔

پس اس منزل سے اپنی سچائی کی حفاظت شروع کریں۔ اپنے بچوں پر نگاہ ڈالیں ان کی عادتیں دیکھیں۔ اپنے میاں بیوی کے تعلقات پر نظر ڈالیں۔ اپنے بہن بھائیوں کے تعلقات پر نظر ڈالیں۔ بیوی کے تعلق جو اس کی بہو سے ہیں یا بیوی کا تعلق جو اپنے داماد سے ہے اور اسی طرح داماد اور بہوؤں کا تعلق اپنی ساسوں سے ہے، یہ سارے زندگی کے ایسے رشتے ہیں جن کو جھوٹ کی ملونی گدلا کر دیتی ہے اور زہریلا کر دیتی ہے۔ تمام انسانی فساد کی جڑ جھوٹ ہے۔ ہر جگہ ظلم اور ستم جھوٹ کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر ایک انسان خواہ کتنا ہی مجرم کیوں نہ ہو یہ قطعی فیصلہ کرلے کہ جو کچھ بھی ہو گا میں نے بہر حال جھوٹ نہیں بولنا تو اسی دن اس کے جرائم کی جان نکلنی شروع ہو جائے گی۔ ان

میں کوئی زندگی باقی نہیں رہے گی۔ پس اپنا غور سے جائزہ لیں اپنا گہری نظر سے مطالعہ کریں۔ نفس کا اندرونی سفر اپنے جھوٹ کی تلاش میں شروع کریں تو پہلے دن ہی آپ کو بہت سے جھوٹ دکھائی دیں گے اور عجیب بات ہے کہ جب آپ ان کو صاف کرلیں گے تو اس کی تہہ میں پھر کچھ اور بھی جھوٹ دکھائی دیں گیا اور یہ سفر بہت لمبا اور صبر آزما ہے۔

سچے لوگ بھی جن کو آپ بہت اعلیٰ درجے کا سچا سمجھتے ہیں جھوٹ کے خلاف نگرانی کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ کسی نہ کسی پہلو سے چھپا ہوا دشمن کسی تہہ میں ضرور موجود ہوگا۔ پس نیتوں کے بننے کی آماجگاہ جو دل کی گہرائیاں ہیں یا روح کی گہرائیاں ہیں ان تک جھوٹ کی رسائی ہوجاتی ہے اور جب وہاں جھوٹ پہنچ جائے تو اسی بیماری کا نام دراصل کینسر ہے جو تہہ بہ تہہ درجہ بدرجہ نیچے اترتا چلا جاتا ہے۔ پس اپنے سب پہلوؤں، سب گوشوں کو صاف کریں اور اس کے لئے آپ کو بیدار مغزی کے ساتھ، ہوشیاری کے ساتھ، بہت باریک نظر سے جائزہ لینا ہوگا۔ روزمرّہ کاموں میں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو میں باتیں کر رہا ہوں جب تک آپ تجربہ نہ کریں گے آپ کو تصور بھی نہیں ہوسکتا کہ میں آپ سے کیا کہہ رہا ہوں۔

خدام الاحمدیہ کے کاموں میں آپ مصروف ہیں وہاں بھی کئی بار جھوٹ بول جاتے ہیں۔ کوئی پوچھتا ہے کیوں جی لیٹ کیوں ہوگئے تو بے اختیار دل سے ایک عذر نکل آتا ہے اور اگر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو پتا چلے گا کہ وہ عذر پورا سچا نہیں تھا۔ اس میں کوئی نہ کوئی پہلو جھوٹ کا موجود تھا۔ کوئی سوال کیا جائے آپ سنی سنائی بات آگے پہنچا دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ مگر آنحضرت ﷺ نے جھوٹ کی جو تعریف فرمائی ہے اس میں اسے جھوٹ قرار دیا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ ایک انسان کے لئے یہ جھوٹ کافی ہے جیسا کہ فرمایا:

''**کفیٰ بالمرء کذباً ان یحدث بکل ماسمع** کہ انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ جو سنے وہ آگے چلا دے''

(مسلم باب النھی عن الحدیث بکل ماسمع)

اب یہ بات جو ہے جو سنے اور آگے چلا دے اس کو جھوٹا کہنا یہ آنحضرت ﷺ کا مرتبہ اور مقام تھا کیونکہ آپؐ کو شافی مطلق نے اپنی نمائندگی میں تمام بنی نوع انسان کی ہر بیماری کی شفاء کے

لئے بھیجا تھا۔ پس دیکھیں کیسی گہری نظر ہے آپؐ کی ۔ جو کوئی بات سنتا ہے اسے آگے چلا دیتا ہے فرمایا یہ جھوٹ ہے اور یہ جھوٹ اس کی بربادی کے لئے کافی ہے۔ جب تک کسی بات کے متعلق آپ کو یقین نہ ہو، آپ تحقیق نہ کرلیں، اسے آگے چلانا گناہ ہے اور بعض دفعہ یہ جھوٹ بہت بڑی بڑی معاشرتی خرابیوں پر منتج ہو جاتا ہے۔ ایک بہن نے اپنی بہن کے متعلق کوئی بات سنی، اگر اس کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوگی تو وہ اس بات کو کچا جانتے ہوئے بھی آگے بیان کرے گی۔ ایک بھائی جب اپنے بھائی کے خلاف کوئی بات سنتا ہے اگر اس سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو بلکہ معمولی سی پرخاش ہو اور نفرت ہو تو وہ بہت جلد اس کے خلاف بات کو لوگوں میں پھیلائے گا اور اکثر معاشرتی خرابیاں اسی سے پیدا ہوتی ہیں لیکن جہاں اپنے دوست کے متعلق اپنے عزیز کے متعلق کوئی انسان بات سنتا ہے تو اسے آگے نہیں چلاتا اور آگے نہیں پھیلاتا بلکہ اس پر مٹھی کس کر بیٹھ رہتا ہے کہ آگے بات نکلے نہیں اور یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ دونوں باتیں سچی بھی ہوسکتی ہیں اور جھوٹی بھی ہوسکتی ہیں۔ مگر اگر آپ نے اپنی نفرت کی وجہ سے کسی کے خلاف بات کو اچھال دیا تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے اور اگر محبت کی وجہ سے اس بات کی تحقیق ہی نہ کی اور اس سے آنکھیں بند کر کے بیٹھ رہے تو یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے جو فطرت پر بہت گہری اور باریک نظر رکھتے تھے ہر پہلو سے ہمارے گناہوں کو کھنگال کر ہمارے سامنے لا کھڑا کیا ہے اور ہر خطرے سے ہمیں متنبہ فرما دیا ہے۔ اب یہ عادت اگر آپ اپنے معاشرے سے دور کر دیں تو منافقوں کو منافقت پھیلانے کا کوئی موقع باقی نہیں رہے گا۔ جتنی قومیں منافقتوں سے ہلاک ہوا کرتی ہیں ان کی ہلاکت کا راز اس بات میں ہے کہ جو بات سنی آگے چلا دی اور اس سے رفتہ رفتہ قوموں کے کردار تباہ ہو جاتے ہیں، ان کی ہمتوں کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

فحشاء بھی اسی لئے جھوٹ کی ایک بدترین قسم ہے۔ جب آپ بری بات کسی جگہ سنتے ہیں اور سنتے ہی اسے آگے بڑھا دیتے ہیں تو اس سے صرف یہی نہیں کہ آپ جھوٹ کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ وہ معاشرہ جس میں ایسی باتیں عام ہونے لگیں وہاں وہ بدیاں بھی جڑیں پکڑنے لگتی ہیں اور انسان فطرتاً یہ سوچتا ہے کہ اگر یہ باتیں چل رہی ہیں، فلاں بھی ایسا کر رہا ہے یا فلاں بھی ایسا کر رہی ہے تو ہم

بھی کر لیں تو کیا فرق پڑتا ہے اور جھوٹ کی جرأت بدکاری کی جرأت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ایک گناہ دوسرے گناہ پر منتج ہو جاتا ہے۔پس آپ اگر اپنے معاشرے کی خرابیوں پر نظر رکھیں تو بلا مبالغہ آپ یقین کے ساتھ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اکثر بیماریاں، اکثر گناہ جھوٹ کی سرزمین پر پرورش پاتے ہیں اور جھوٹ کے پانی ہی سے سیراب ہوتے ہیں۔

پس جھوٹ کا قلع قمع کریں، اپنی زندگیوں کو سچا بنائیں اور اگر آپ اپنی زندگیوں کو سچا بنالیں تو اس دنیا میں جنت حاصل کر لیں گے۔جو سچ میں تسکین دینے کی طاقت ہے وہ دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں۔سچائی طمانیت بخشتی ہے۔سچائی سادگی پیدا کرتی ہے۔سچائی قناعت پیدا کرتی ہے۔سچائی نہ ہو تو دکھاوے کی زندگی آپ کو طرح طرح کے قرضوں میں مبتلا کر دیتی ہے۔طرح طرح کے مصنوعی ایسے طریق اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہے جس کی آپ کو استطاعت نہیں ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ جھوٹ نہیں ہے حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔سچ صرف یہ ہے کہ خدا نے جو آپ کو دیا ہے وہی آپ کا ہو اور جو آپ کے پاس نہیں ہے دنیا دیکھ لے کہ آپ کے پاس نہیں ہے چونکہ آپ دنیا کی نظر سے ڈرتے ہیں اور دنیا کو اپنا خدا بنا لیتے ہیں اس لئے دینے والا آپ کو کچھ اور دیتا ہے اور جس کو آپ نے دکھانا ہے اس کا اور تقاضا ہے۔آپ پھر قرض لے کر بھی اپنی زندگی کا معیار مصنوعی طور پر بنا لیتے ہیں۔مانگ کر بھی اپنی عزت پر داغ ڈال لیتے ہیں۔قرض لے لے کر اس نیت سے لینا کہ واپس نہیں کروں گا یہ بھی ایک بہت گندی قسم کا جھوٹ ہے۔تو آپ کسی بھی بیماری کا تجزیہ کریں جو روز مرّہ ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہے تو پہلے اگر آپ کا دھیان اس طرف نہیں بھی گیا تو یہ جھوٹ تھا جس میں آپ زندگی بسر کر رہے تھے تو اب میرے بتانے پر، نشان دہی پر جب آپ دوبارہ غور کریں گے تو آپ اس کو جھوٹ ہی پائیں گے۔

ایک سادہ آدمی جو جھوٹا نہ ہو وہ قانع ضرور ہوا کرتا ہے۔ایک آدمی کے گھر میں کچھ بھی نہیں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو یہ بالکل جھوٹا خیال ہے کہ اگر آپ اس کی کچھ خاطر نہ کر سکیں تو آپ اس کی نظروں میں ذلیل ہو جائیں گے۔اگر ایک سچا آدمی اپنی غربت کی وجہ سے کسی مہمان کی عزت نہیں کر سکتا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ مہمان اس کی عزت دل میں لے کر واپس جایا کرتا ہے۔کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ اسے ذلیل سمجھے یہ انسانی فطرت کے خلاف ہے۔اس کی سادگی، اس

کی سچائی ایک چادر ہے، جو ہے وہی بچھا دی کہ آؤ اب بیٹھ جائیں۔ٹھنڈا پانی نلکے سے نکال کر پلا دیا۔ یہ ان باتوں میں بہت گہری طاقت ہے اس کے مقابل پر کہ آپ کسی کے گھر دوڑے جائیں اور وہاں سے لسّی یا چائے مانگ کر لائیں اور مانگے ہوئے برتنوں میں آپ مہمان کی خدمت کر رہے ہوں ۔افراتفری گھر میں آئی ہو۔آپ کو وہم ہے کہ مہمان پہچانتا نہیں ہے وہ خوب جانتا ہے،خوب پہچانتا ہے۔

سادگی ہے جو دراصل سچائی سے پیدا ہوتی ہے اور سچائی سادگی کو طاقت بخشتی ہے۔جو کچھ ہے، جو کچھ خدا نے آپ کو دیا ہے وہی کچھ بنے رہیں،اس سے زیادہ بننے کی کوشش نہ کریں۔ایسے موقعوں پر کتنی مصیبتیں حل ہو جاتی ہیں، کتنے جھنجھٹوں سے آپ کو چھٹکارا مل جاتا ہے۔کئی لوگ لکھتے ہیں کہ ہماری اتنی بچیاں ہیں،اتنے بچے ہیں ان کی شادیاں کرنی ہیں کچھ بھی نہیں ہے دعا کریں۔میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں اور صرف یہ دعا نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ضرورتیں پوری فرمائے بلکہ یہ بھی کرتا ہوں کہ خدا ان کو قناعت بخشے اور جیسا سادہ زندگی کے ساتھ آنحضرت ﷺ ان ضروریات زندگی کو پورا کیا کرتے تھے اسی سادہ زندگی سے ان کو بھی توفیق ملے لیکن ان کی راہ میں ایک مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تو آنحضرت ﷺ کے نیک نمونے کے نتیجے میں اکثر معاشرہ اصلاح پذیر تھا اور وہاں تکلّفات تھے ہی نہیں۔وہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی معاشرے میں پیدا ہوا اور اس کے نتیجے میں یہ فرائض آسان ہو گئے۔کوئی تکلف بھی انسان کی روزمرّہ کی ضرورتوں کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتا تھا۔

آپ میں سے اکثر کو شاید علم نہ ہو کہ حضرت اماں جانؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جب اپنی بیٹی امۃ الحفیظ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جو سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں رخصت کیا تو پتا ہے کیسے رخصت کیا۔بیٹی کو کپڑے پہنائے صاف ستھرے اور یکہ لیا اور نواب محمد علی خان صاحبؓ کے گھر جن کے بیٹے نواب عبداللہ خانؓ سے شادی ہوئی تھی،ان کے گھر بیٹی کو پہنچا دیا کہ لو جی اپنی امانت سنبھالو، میں چلتی ہوں، یہ شادی تھی۔اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی کی یہ شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عزت اور آپؑ کے خاندان کے وقار کے منافی نہیں تھی بلکہ اس کی عزت اور وقار کو چار چاند لگانے والی تھی تو پھر مسئلہ کیا ہے۔پھر کیا مشکل درپیش ہے۔اگر یہی سادہ معاشرہ جو سچائی کا معاشرہ ہے، جو کچھ ہے اسی طرح کرنا ہے، جو کچھ نہیں ہے اس کے متعلق تصور بھی

نہیں کرنا۔ یہ سچا معاشرہ ہے جو دنیا میں ایک جنت پیدا کر دیتا ہے۔اس کے بغیر زندگی کا ہر مرحلہ کٹھن ہو جاتا ہے۔ ہر انسانی تعلق عذاب بن جاتا ہے۔مگر مشکل جیسا کہ میں نے بیان کیا یہ ہے کہ بعض غرباء ایسے ہیں جو خود سادہ ہونا چاہیں بھی تو دوسرے فریق ان کو سادہ رہنے نہیں دیتے ،مطالبے شروع ہو جاتے ہیں اور تقاضے شروع ہو جاتے ہیں۔مطالبے بعض دفعہ ظاہری طور پر ہوتے ہیں۔بعض اشاروں سے ،بعض دفعہ بعد کے ردعمل سے نظر آتے ہیں۔مثلاً ایک غریب نے غریبانہ طور پر اپنی بیٹی رخصت کی تو ساری عمر اس پر لعن طعن کی جاتی ہے،اس کو طعنے دیئے جاتے ہیں،اس سے نوکرانیوں کی طرح کام لئے جاتے ہیں کہ تم گھر سے لائی کیا ہو۔ یہ وہ ہمارے معاشرے کی لعنت ہے جو جھوٹ کی پرورش کرنے والی اور سچائی کی مخالف ہے۔

حالانکہ جب رشتے کئے جاتے ہیں تو آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ دین کو اہمیت دو، دوسری کوئی بات نہ دیکھو،اور دین سے مراد محض کسی کا نمازیں پڑھنا نہیں بلکہ اس کا رہن سہن،اس کی طرز زندگی کی شرافت ہے۔ایک انسان دین دار ہو اور آپ اس سے شادی کر دیں تو یقیناً یہ شادی دنیا میں بھی اس بچی کے لئے جنت کا موجب بن سکتی ہے۔اگر آپ خاندانی پس منظر دیکھیں، دنیا کی دولت دیکھیں، علم دیکھیں اور آدمی اپنی ذات میں بد خلق ہو، بدتمیز ہو تو ایسی بچی کی زندگی آغاز ہی سے جہنم بن جائے گی اور کبھی اسے زندگی میں سکون کا سانس نصیب نہیں ہوگا۔

پس جتنی بھی تفصیل کے ساتھ آپ کے معاشرے پر اور روزمرہ زندگی کے تعلقات پر نظر ڈالیں یہ یقین پہلے سے بڑھ کر آپ کے دلوں میں جاگزیں ہوتا چلا جائے گا، جگہ بناتا چلا جائے گا کہ ہر مشکل کا حل سچائی ہے۔ ہر زندگی کا سکون اور طمانیت سچائی سے ملتی ہے۔جھوٹ ایک لعنت ہے جس نے ہمارے معاشرے کو ہر پہلو سے برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ایسی قومیں ہیں جن کو خدا نے بہت کچھ دیا لیکن محض جھوٹ کی وجہ سے ان کا سب کچھ برباد ہو گیا۔

آج ہی اس وقت یوگنڈا میں مثلاً خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہو رہا ہے اور انہوں نے مجھ سے یہ درخواست کی ہے کہ میں اپنے خطبہ میں ان سے بھی کچھ کہوں اور یہ جو میں نے مثال دی ہے اس میں سب سے پہلے یوگنڈا میرے ذہن میں آیا تھا۔ بہت ہی خوش نصیب ملک ہے جہاں تک اللہ تعالیٰ کی عطا کا تعلق ہے۔وہاں کے موسم، وہاں کی زمین کی شادابی ، وہاں کے پھول اور پھل کے اندر جو

خدا تعالیٰ نے غیر معمولی صلاحیتیں رکھی ہیں اس کی وجہ سے اور پھر وہ بڑی جھیل Lake وکٹوریہ، جس میں بے شمار ایسی مچھلیاں پائی جاتی ہیں جو دنیا بہت زیادہ قیمت دے کر بھی خریدنا پسند کرتی ہے۔ تمام نعمتیں، تمام معدنیات ہر قسم کی، تمام وہ قدرتی وسائل جو ایک قوم کو خوشحال بنا سکتے ہیں یوگنڈا کو میسر ہیں لیکن انتہائی ناگفتہ بہ حال ہے کیونکہ اتنا جھوٹ آ گیا ہے اس کی زندگی میں کہ جھوٹ نے ان کی ہر چیز برباد کر دی ہے۔ جھوٹ کے نتیجے میں چوری پیدا ہوئی ہے۔ چوری کی عادت نے تمام تجارتوں کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیا ہے۔ کوئی تجارت پنپ ہی نہیں سکتی کیونکہ ہر شخص جب اس کو موقع ملے گا جھوٹ بولے گا اور چوری کرے گا اور علاوہ ازیں ایڈز کی بیماری جتنی یوگنڈا میں ہے اتنی دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے۔ بعض حصے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے بیج سے خالی ہو جائیں گے اس تیزی کے ساتھ انسانوں کو بعض خاص خاص حصوں میں ہلاک کر رہی ہے اور وجہ یہ ہے کہ جہاں جھوٹ ہو وہاں چوری ہوگی اور جہاں جھوٹ ہو اور چوری ہوں وہاں انسانی تعلقات مکمل طور پر جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ نہ بیوی خاوند سے وفادار رہتی ہے، نہ خاوند بیوی سے وفادار رہتا ہے۔ نہ بہن بھائی سے نہ بھائی بہن سے۔ تمام رشتے گندے ہو جاتے ہیں اور اس وقت پھر یہ بیماریاں اپنا (Tool) ٹول لیتی ہیں یعنی خراج وصول کرتی ہیں۔

پس جھوٹ کی بیماری بہت ہی گہری بیماری ہے، بہت ہی وسیع اثر رکھنے والی بیماری ہے۔ قوموں کو خدا تعالیٰ نے جو کچھ بھی دیا ہے، جو کچھ بھی نعمتیں عطا کی ہوں ان کے باوجود اکیلا جھوٹ کافی ہے کہ ان تمام نعمتوں سے جو خداداد ہیں اس قوم کو محروم کر دے۔ صرف یہی نہیں کہ ان کو خدا تعالیٰ نے ظاہر نعمتیں عطا فرمائی ہیں یوگنڈا ایک ایسا ملک ہے جس میں عام طور پر اس کے باشندے زیادہ ذہین اور روشن دماغ ہیں۔ وہاں ایک زمانے میں تعلیم کا معیار اتنا اونچا تھا کہ تمام افریقہ میں یوگنڈا کے تعلیمی معیار کو سب سے اونچا قرار دیا جاتا تھا اور اسے سارے افریقہ کے لئے ایک نمونہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے باوجود آج ان کا یہ حال ہے کہ وہی حسن عقل ایک عقل کی بدزیبی بن چکا ہے کیونکہ اس عقل کی تیزی کو وہ اپنی بدیوں کے لئے استعمال کرنے لگے ہیں۔ جھوٹ کے لئے استعمال کرنے لگے ہیں۔ ایسی ہوشیاری سے جھوٹ گھڑتے ہیں کہ بسا اوقات ان کے جھوٹ کو پکڑنا مشکل ہو جاتا ہے اور چوری جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ تو عام روزمرّہ زندگی کا حصہ ہے۔

لیکن یوگنڈا کے متعلق جب میں یہ کہہ رہا ہوں تو اس لئے نہیں کہ وہ ایک اور قوم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یوگنڈا کی کوئی بھی ایسی بیماری نہیں جواب پاکستان میں یوگنڈا سے کم ہو۔ وہاں بھی جھوٹ سے آغاز ہوا ہے اور ہر چیز جھوٹ ہوگئی ہے۔ جھوٹ کی عبادت واقعۃً بعض اوقات انسان کو جھوٹے خداؤں کے سامنے جسمانی طور پر بھی سجدہ ریز ہونے پر مجبور کر دیا کرتی ہے کیونکہ جھوٹ کے بعد پھر کسی چیز کا اعتماد نہیں رہتا۔ خدا سے تعلق ہے کوئی نہیں۔ انسانوں سے لینا ہے جو کچھ لینا ہے۔ اگر زندہ انسانوں سے نہیں ملتا تو مردہ انسانوں سے مانگیں گے۔ چنانچہ کسی کہنے والے نے یہ کہا کہ اسلام آباد مشرکوں کی آماجگاہ بن گیا ہے اور اسلام کا کیپیٹل اسلام آباد ایک ایسی جگہ ہے جہاں سب سے زیادہ بت پرست رہتے ہیں کیونکہ جھوٹ کی عبادت کرنے والے، جھوٹ سے مانگنے والے، قبروں کے سامنے سجدے کرنے والے، ان کو چادریں پہنانے والے، مردوں سے مانگنے والے، تمام وہ لوگ جھوٹے پیروں فقیروں کے آگے جاکر اپنے ماتھے رگڑتے ہیں کہ ہمیں کچھ دلوا دو یہ سب بت پرست ہیں اور اس خوفناک سفر کا آغاز جھوٹ سے شروع ہوا ہے۔

پس جتنا بھی آپ جھوٹ کی برائی سوچ سکتے ہیں اس سے زیادہ جھوٹ میں موجود ہے۔ یہ غلط ہے کہ آپ جھوٹ کی برائی کا سوچیں اور وہ اس میں نہ ہو۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا تصور پیچھے رہ جائے گا اور جھوٹ کی برائیاں ہیں جو آپ کے تصور کی حد سے آگے جا چکی ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ اس جھوٹ کی تلاش اپنی ذات میں مشکل ہے۔ اپنی ذات کے حوالے سے جب آپ جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں تو آج جس حد تک آپ جھوٹ کو پہچانتے ہیں کل اس سے زیادہ پہچاننے کی استطاعت پیدا ہوگی اور پھر رفتہ رفتہ آپ کے دل میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ اگر آپ یہ سفر اختیار کریں گے تو آپ پھر یہ سوچنے لگیں گے کہ ہمارا کوئی عمل ایسا ہے بھی کہ خدا کے حضور پیش کر سکیں یا نہ کر سکیں۔ ہر نیکی کے پیچھے بھی ایک جھوٹ تھا، ایک دکھاوا تھا، ایک دنیا داری تھی، ایک ذاتی طلب تھی، ایک ضرورت تھی جس کے ساتھ نیکی کو ملا دیا گیا۔ آواز اچھی ہے تو تلاوت اس غرض سے کی جارہی ہے کہ داد ملے۔ کوئی پڑھنا اچھا آتا ہے تو اس غرض سے پڑھا جارہا ہے کہ اس کی داد ملے۔ ہر چیز میں انسان سے داد طلب کی جاتی ہے، یہ بھی ایک جھوٹ ہے کیونکہ ایک ہی ہے جو داد دیتا ہے تو سچی داد دیتا ہے وہ اللہ ہے اور ایک ہی ہے جس کی داد کی قیمت ہے اس کے سوا

سب جھوٹ ہے۔تو اتنا بڑا گھیرا ڈال رکھا ہے جھوٹ نے ہماری زندگی اور معاشرے کا کہ اس سے بچنا اور بچ نکلنا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

پس میں آپ کو بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں یہ نہ سمجھیں کہ میں ایک بات کو دہرا رہا ہوں حالانکہ آپ سمجھ چکے ہیں۔ مجھے ڈر یہ ہے کہ جتنی دفعہ بھی دہراؤں ابھی بھی آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جن کو سمجھ نہیں آئی اور جن کو کم سمجھ آئی ہے وہ زیادہ جھوٹے ہیں کیونکہ ان کو اپنے جھوٹ کی پہچان ہی نہیں ہے۔ان کو پتا ہی نہیں کہ وہ روزمرّہ کے معاشرے میں اس حد تک جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اور ان کی عادات میں جھوٹ داخل ہے ان کی نیتوں میں جھوٹ داخل ہے۔

پس جماعت جرمنی کو خصوصیت کے ساتھ اور مجلس خدام الاحمدیہ کو اس سے بھی بڑھ کر اپنی اہم تعلیمی ذمہ داری یہ بنا لینی چاہئے کہ وہ جھوٹ کے خلاف ایک جہاد شروع کریں گے۔خدام الاحمدیہ اس لئے کہ اطفال، خدام الاحمدیہ کے سپرد ہیں اور اطفال کی منزل پر ہی دراصل جھوٹ کی بیخ کنی کی جاسکتی ہے۔اگر اطفال کی منزل پر آپ جھوٹ کی بیخ کنی نہیں کرسکیں گے تو بڑے ہو کر یہ ایک مشکل کام بن جاتا ہے۔

اب یہ بات سننے کے بعد جب آپ گھروں میں جائیں گے اور روزمرّہ اپنے دوستوں کی مجالس میں بیٹھیں گے تو کوشش تو کر کے دیکھیں کہ آپ پتس کریں کہ کس حد تک آپ میں یہ بیماری پائی جاتی ہے۔یا آپ کے دوستوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے۔تب آپ کو پتہ چلے گا کہ صورت حال کتنی بھیانک ہے۔باوجود اس کے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ دوسری تمام مسلمان جماعتوں میں سب زیادہ سچ بولنے والی ہے اور سب سے کم جھوٹ کا سہارا لینے والی ہے لیکن یہ بیرونی نظر کا مطالعہ ہے۔میں اندرونی نظر سے دیکھتا ہوں۔جس نے گھر کی صفائی کرنی ہو وہ اس بات پر مطمئن نہیں ہوا کرتا کہ اس کے گند چھپے ہوئے ہیں۔باہر سے آنے والا مطمئن ہوسکتا ہے۔اگر گھر میں پردوں کے پیچھے اور دروازوں کی اوٹ میں، کونے کھترے میں، دریوں کے نیچے گند پڑے ہوئے ہوں تو باہر والا آدمی آکر شاید محسوس نہ کرے اور وہ خوش ہو کر وہاں سے چلا جائے کہ گھر صاف ہے۔مگر گھر کا مالک یہ نہیں کرسکتا۔اگر اس میں شرافت، کوئی حیاء ہے تو جب تک اس کے گھر میں گند ہے ناممکن ہے کہ وہ اس سے آنکھیں بند کرلے۔

پس میں جو اتنے اصرار کے ساتھ بات کر رہا ہوں ،نعوذ باللہ یہ مراد نہیں کہ میں خواہ مخواہ بے وجہ جماعت کی بدنامی کرا رہا ہوں ۔میں جماعت کی نیک نامی چاہتا ہوں اور بڑے گہرے درد کے ساتھ یہ باتیں محسوس کر کے آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ جھوٹ سے پاک نہیں ہوئے ۔آپ کے گھروں کے کونوں کھتروں میں ،آپ کے دلوں میں ،کواڑوں کی اوٹ میں ابھی جھوٹ کے گند پڑے ہوئے ہیں ۔ان ڈھیروں کو اٹھا کر باہر نکالیں ۔خدا کے حضور گر کر ،گریہ وزاری سے اپنے آنسوؤں سے اپنے باطن کی صفائی کریں ،اپنے باطن کو ہر گندگی سے پاک کرنے کی کوشش کریں ۔اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمائے ہیں ہم پر اور جماعت جرمنی بطور خاص ان فضلوں کا مظہر بنی ہوئی ہے ۔

دو باتیں ایسی ہیں جماعت جرمنی کی جن کی وجہ سے خصوصیت سے اس جماعت کے لئے میرے دل میں محبت بھی ہے اور دعائیں بھی نکلتی ہیں ۔ایک یہ کہ جب بھی میں نے کوئی نیک کام کہا اتنی سنجیدگی کے ساتھ ،اتنی محنت اور کوشش کے ساتھ ساری جماعت جُت جاتی ہے کہ تناسب کے لحاظ سے مجھے اور کہیں یہ تناسب دکھائی نہیں دیتا ۔بہت سے ممالک میں بہت اچھے اچھے کام ہو رہے ہیں ۔آپ کی طرح بہت اچھی ٹیمیں کام کر رہی ہیں مگر جس نسبت سے جماعت جرمنی کے افراد ان نیک کاموں میں باقاعدہ منظّم طور پر حصہ لیتے ہیں اس تناسب کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ تناسب آپ کو باقی سب جماعتوں سے زیادہ حاصل ہے ۔

دوسرا یہ کہ دعوت الی اللہ کے معاملے میں جس ہمت اور صبر اور استقلال کے ساتھ اور حکمت کے ساتھ باقاعدہ مضبوط اور مربوط ٹیمیں بنانے کے ساتھ آپ لوگوں نے محنت کی ہے ایسی محنت مجھے دنیا کی کسی اور جماعت میں دکھائی نہیں دیتی ۔ہاں افریقہ میں ضرور یہ ہو رہا ہے اور آپ کے مقابل پر زیادہ پھل لگ رہے ہیں ۔مگر ان افریقی جماعتوں میں احمدی بحیثیت احمدی افراد کے ہرگز اس نسبت سے خدمت دین میں ملوث نہیں ہیں جس طرح آپ ہیں ۔وہاں کا نظام اور ہے ۔وہاں مربی چند ٹیمیں اپنے ساتھ بنا لیتے ہیں اور چونکہ اس قوم میں ایک خاص قسم کی سعادت پائی جاتی ہے اس لئے بعض دفعہ ایک ایک وقت میں دس دس ،بیس بیس ہزار آدمی بھی جب ان کے مقامی لیڈر بات مانتے ہیں تو وہ بھی ساتھ مان جاتے ہیں ۔یہاں یہ صورت حال نہیں ۔مگر جہاں تک افراد جماعت کی نسبت کا تعلق ہے میں پورے یقین اور وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ تناسب کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کے

فضل سے جماعت جرمنی کو جو دعوت الی اللہ میں حصہ لینا نصیب ہوا ہے دوسرے ممالک میں اگر ہے تو میرے علم میں نہیں ہے۔ پس یہ دو آپ کی خاص باتیں ہیں جن کی وجہ سے میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ آپ کے لئے میرے دل میں محبت کے جذبات ہیں۔ آپ کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں اور اسی جذبے کے ساتھ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ آپ کے اندر جو جھوٹ موجود ہے اس کو ختم کریں۔ اس لئے موجود ہے کہ آپ جن جگہوں سے آئے ہیں، جن دیہاتی علاقوں سے آئے ہیں، جس قسم کی سوسائٹی سے آپ اکھڑ کر پہنچے ہیں وہاں ہمارے ملک میں جھوٹ خصوصیت کے ساتھ جاگزیں ہو چکا تھا۔ اس معاشرے میں اب جھوٹ بولنا بالکل بھی، کسی پہلو سے بھی معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ اس لئے وہ عورتیں خصوصیت سے اور وہ نسبتاً بڑی عمر کے لوگ جن کی ساری زندگی اس معاشرے میں جھوٹ کو معمولی بات سمجھتے ہوئے گزری ہے ان کے لئے اس بیماری کو اکھیڑ پھینکنا بہت مشکل کام ہے اور چونکہ ان کے لئے مشکل ہے اس لئے ان کی اولاد کے لئے بھی مشکل ہے۔ گھر میں جو کچھ بڑوں کو کرتے دیکھتے ہیں ویسے ہی بچے سیکھتے ہیں۔ اسی صورت پر وہ جوان ہوتے ہیں۔

پس یہ ایک جہاد ہے، تیسرا جہاد ہے۔ جس طرح آپ نے میری ہر بات کو مانا ہے اور پورے اخلاص اور محبت اور محنت کے ساتھ لبیک کہا میری دعا ہے کہ اس پر بھی آپ اسی طرح لبیک کہیں۔ نئے عزم اور ارادے کے ساتھ اب واپس لوٹیں کہ آپ جھوٹ کے خلاف ایک عظیم جہاد شروع کریں گے اور اس کی بیخ کنی کر دیں گے۔ اس کی جڑیں اکھاڑ پھینکیں گے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ کوشش ہے مگر یہ کوشش کامیاب ہوگی کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ جو سب سچوں سے بڑھ کر سچے تھے آپؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ کوشش کرتا ہے میں اسے خوش خبری دیتا ہوں کہ ایک دن ضرور آئے گا کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور صدیق لکھا جائے گا۔ پس کیوں آپ بھی اس خوش خبری سے محروم رہیں۔ دیانت داری سے کوشش کریں، اخلاص کے ساتھ کوشش کریں، ارادے باندھ لیں اور دن رات اپنے شعور کو بیدار رکھیں، نگرانی کریں۔ تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ صدیقیت کے مقامات بھی آپ کو عطا ہوں گے اور آپ کے اندر ایک نئی طاقت پیدا ہو جائے گی۔ آپ کے اندر ایک نیا وقار پیدا ہو جائے گا۔

ابھی بھی یہ محسوس کر رہا ہوں کہ احمدیوں کے گرد و پیش جو جرمن اہل وطن ہیں اور وہ قریب

سے احمدی کو دیکھتے ہیں ابھی بھی وہ ان سے فرق محسوس کرتے ہیں اور نسبتاً ان سے باقی مشرقی مہاجرین کے مقابل پر زیادہ محبت کرتے ہیں۔ یہ روزمرّہ میرے تجربے میں یہ بات آتی رہتی ہے۔لیکن جیسا کہ میں نے آپ کو بیان کیا ہے اگر آپ اسلامی نمونے کے خدا کے سفیر بن جائیں تو اس طرح آپ ان کے دلوں میں گھر کر جائیں گے کہ ان کے لئے ناممکن ہوگا کہ آپ کے محبت کے پیغام کو رد کر سکیں۔ پس اللہ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق نصیب ہو۔

اب چونکہ دیر زیادہ ہو چکی ہے میں خود دیر سے اس لئے پہنچا ہوں کہ ہماری مجبوری تھی۔ سارا راستہ ایسا رش ملا ہے کہ اس سے پہلے جو آنا جانا تھا اس میں میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ چنانچہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے یقین دلایا کہ پینتالیس منٹ کا رستہ ہے اگر گھنٹہ پہلے بھی چل پڑیں تو آرام سے پہنچ جائیں گے اور وہ پینتالیس منٹ کی بجائے ڈیڑھ گھنٹے کا سفر بن گیا۔ پس یہ اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ یہاں کسی عذر یا بہانے کی بات نہیں واقعۃً ایسا ہی ہوا ہے۔ تو میں معذرت خواہ ہوں دیر سے شروع کرنے پر لیکن اب مجھے یہاں اس خطاب کو ختم کرنا ہے اس وجہ سے نہیں کہ میں وقت کی کمی کی وجہ سے افراتفری کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے گھڑی دیکھی ہے تو وقت عین مناسب ہے۔

میں جو کہنا چاہتا تھا وہ میں نے کہہ دیا ہے۔ قرآن وحدیث کے حوالے سے کہہ دیا ہے۔ اپنے زندگی کے تجربے کے لحاظ سے کہہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سننے والے کان عطا کرے۔ اذن واعیہ عطا کرے۔ جو کان سنتے ہیں اور پھر ان حکمت کی باتوں کو خزانہ بنا کر اپنے پاس جمع کر لیتے ہیں۔ آیئے اب ہم اس کے بعد افتتاحی دعا میں شریک ہو جائیں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اس اجتماع کے دوران ایک دوسرے سے محبت اور اخلاص کے معاملات کریں۔ کسی قسم کی بدمزگی نہیں ہونی چاہئے۔ کسی قسم کی بدکلامی نہیں ہونی چاہئے۔ احتیاطیں کریں کہ کھیل کے میدانوں میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط ہو اور کسی خادم کو چوٹ نہ آجائے۔ اللہ کرے کہ نہایت پاکیزہ ماحول میں آپ ذکر الٰہی کرتے ہوئے اپنے دلوں کو ذکر الٰہی سے شاداب رکھتے ہوئے یہ وقت گزاریں۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ خیریت سے آئے ہیں، خیریت ہی سے واپس لوٹیں۔ کسی قسم کی کوئی دکھ کی خبر نہ ملے۔ آمین۔ دعا کر لیجئے۔

(اس موقع پر حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے والے تھے کہ عرض کی گئی کہ جمعہ کا خطبہ ثانیہ ابھی باقی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا) میرے ذہن میں اجتماع کا خطاب رفتہ رفتہ غالب آ گیا۔ یہ یاد بھی نہیں رہا

کہ اصل میں تو یہ خطبہ ہے۔ مجھے تو ابھی خطبہ ثانیہ کہنا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا۔ افتتاحی دعا جیسا کہ کی جاتی ہے اس کی ضرورت نہیں۔ نماز جمعہ کے اندر ہی ہمیں اپنے اجتماع اور اپنی ساری زندگیوں کی کامیابی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔